پاکستان میں صنعتوں کو قومیانے اور نج کاری کی پالیسی کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ

سعدیہ گلزار*
عاطفہ گلزار**

ABSTRACT:

In the history of Pakistan, the policy of Industrial Nationalization had been initiated to reduce concentration of wealth in few families and to improve efficiency of Industry during the regime of Zulfiqar Ali Bhutto. But due to nepotism, corruption and disqualified manpower nationalization policy did not achieve the desired results. During 1980s denationalization policy was started which was a process of transfer of ownership of property or business from government to a private–owned entity. In 1990 Privatization commission had been set up and since 1992 to 2013, 167 units had been privatized. However, this policy had negative impact on the economy of Pakistan such as unemployment, monopoly in the market and concentration of wealth. Both policies nationalization and privatization did not prove to be truly successful for Pakistan economy. However, for the betterment of economy and masses, it is necessary to demonstrate privatization policy.

پاکستانی معیشت پر سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کے اثرات نمایاں رہے ہیں۔صدر ایوب خان کی معاشی عدم مساوات کی پالیسی کی وجہ سے دولت چند سرمایہ کاروں کے ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ گئی تھی۔ان کے بعد وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دورِ حکومت میں دولت کی منصفانہ تقسیم کے لیے اشتراکی فکر کے تحت صنعتوں کو قومی تحویل میں لیا گیا۔لیکن ان کی اس پالیسی سے ارتکاز دولت میں کمی اور معاشی شعبوں کی کارکردگی میں بہتری کی بجائے کرپشن، اقرباء پروری اور نااہل افراد کی تقرری کی وجہ سے معاشی نمو میں بھی کمی رہی اور دولت کی تقسیم بھی غیر منصفانہ ہوئی۔صدر ضیاء الحق کے دور میں ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی کو اپنایا گیا۔نوے کی دہائی میں اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام (۱) کے تحت نج کاری کے عمل میں تیزی آئی۔پاکستان میں بہت سے اداروں کی نج کاری ہو چکی اور یہ عمل جاری ہے لیکن پاکستانی معیشت کے لیے نج کاری کی پالیسی سود مند ثابت نہ ہو سکی۔

* لیکچرار شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے جامعہ خواتین، لاہور برقی پتا: sadiagulzar_LCWU@yahoo.com
** لیکچرار شعبہ سیاسیات، گورنمنٹ کالج برائے خواتین، تلہ گنگ برقی پتا: Atifa_jillani@yahoo.com
تاریخِ موصولہ: ۵ مئی ۲۰۱۴ء

پاکستان میں نج کاری کی پالیسی کی اہم وجہ مالی وسائل کے حصول کے لیے آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے قرضوں پر انحصار کرنا ہے۔قرضوں کے اجراء کی شرائط کے تحت پاکستان میں اداروں کی نج کاری کی جارہی ہے۔اس بارے میں شاہد حسن صدیقی ان ساختی تبدیلیوں کے نتائج کے بارے میں لکھتے ہیں کہ نج کاری کی پالیسی اپنانے کی کوشش کرتے ہوئے بیرونی قرضوں کو یقینی بنانے کا مطلب ہے کہ ہماری اگلی نسل انتہائی معمولی سرمائے کے ساتھ بہت بھاری سود کی وراثت حاصل کرے گی کیونکہ سرمایہ خرچ کیا جارہا ہے اور قرضے مسلسل حاصل کیے جارہے ہیں گویا ہم اپنی اگلی نسلوں کا مستقبل رہن رکھوار ہے ہیں (۲)۔ بیرونی امداد اور قرضوں پر انحصار اور ان کی شرائط کی وجہ سے پاکستان اپنی سالمیت داؤ پر لگا چکا ہے۔اداروں کی نج کاری کی پالیسی بھی ان شرائط کی ایک کڑی ہے۔صنعتوں کو قومیانے اور نج کاری کی پالیسی کا ذیل میں تفصیلاً جائزہ لیا گیا ہے۔

صنعتوں کو قومیانے کی پالیسی

صدر ایوب خان کے دور میں سبز انقلاب کی پالیسی اور شعبہ صنعت کو دی جانے والی ٹیکسوں کی چھوٹ اور رعایت کی بدولت چند خاندانوں نے معاشی ترقی کے ثمرات سے فائدہ اٹھایا۔مخصوص طبقے نے بینک اور انشورنس کمپنیوں کے ساتھ مضبوط رابطے قائم کیے۔دیگر نئے صنعت کاروں کی صنعتی یونٹ میں مداخلت کے لیے رکاوٹیں کھڑی کیں جس کی وجہ سے معاشی اجارہ داریوں کا قیام عمل میں آیا اور معاشرے میں غیر منصفانہ تقسیم دولت میں اضافہ ہوا۔عمر نعمان اس بارے میں لکھتے ہیں کہ ملک کے صنعتی اثاثوں کا ۶۶ فیصد، بینکاری اثاثوں کا ۸۰ فیصد اور انشورنس کے اثاثوں کا ۹۷ فیصد ۲۲ خاندانوں کی ملکیت تھا(۳)۔صدر ایوب خان کے دور کی معاشی پالیسیوں کی وجہ سے دولت کی تقسیم غیر منصفانہ ہوئی۔سرمایہ کاروں کو فائدہ پہنچا جبکہ مزدور طبقہ کا استحصال ہوا۔صنعت کاروں نے غیر معمولی منافع کمانے کے لیے مزدوروں کی اجرتیں پست رکھیں۔نیز عوام کی فلاح و بہبود کو ثانوی حیثیت دی گئی۔علاج معالجے، تعلیم، صحت اور رہائش کی سہولیات عوام کی ضروریات کے لحاظ سے کم فراہم کی گئیں۔مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر معیشت میں اضطراب اور بے چینی کی فضا پروان چڑھی۔اس معاشی صورتحال میں ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے حکومت سنبھالی۔یہ اشتراکی معاشی نظام سے متاثر تھے اس لیے ان کے دور میں اشتراکی نظام کے اصولوں پر مبنی معاشی اصلاحات متعارف کروائی گئیں۔وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں معیشت میں ساختی تبدیلیاں (Structural Changes) لائی گئیں۔صنعتی اصلاحات کا اعلان کیا گیا جس کے تحت چھوٹے اور درمیانے درجے کے صنعتی یونٹ قومی تحویل میں لیے گئے۔عشرت حسین بیان کرتے ہیں کہ ارتکاز دولت کو کم کرنے اور نجی صنعت کاروں کی طاقت میں کمی لانے کے لیے ادارے قومیائے گئے (۴)۔۱۹۷۲ء میں ۳۲ صنعتی یونٹ قومی تحویل میں لیے گئے (۵)۔۱۹۷۳ء میں گھی کے ۲۶ کارخانے (جن میں ۱۴/ پنجاب کے اور ۱۲/ سندھ کے تھے)، ۱۹۷۴ء میں شپنگ انڈسٹری، پٹرولیم کی فروخت اور تقسیم کرنے والی کمپنیوں اور بینکوں کو بھی قومی تحویل میں لیا گیا۔صنعتوں کو قومیانے

کا مقصد پیداوار میں اضافہ کرنا تھا اور بینکوں کو قومی تحویل میں لینے کا مقصد قرضوں کو تمام طبقوں، شعبوں اور علاقوں میں مساوی بنیادوں پر تقسیم کرنا تھا(۶)۔اگست ۱۹۷۶ء میں جننگ فیکٹریاں، چاول چھڑنے کے کارخانے اور فلور ملز کو بھی قومی تحویل میں لیا گیا(۷)۔مالی سال ۷۱۔۱۹۷۰ء میں پبلک سیکٹر کا حصّہ کل سرمایہ کاری کا ۵ فیصد تھا جو کہ مالی سال ۷۷۔۱۹۷۶ء میں بڑھ کر ۷۴ فیصد ہوگیا تھا(۸)۔گویا ۶۹ فیصد اضافہ ہوا۔

۷۴۔۱۹۷۲ء تک سیاسی استحکام، صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے، بہتر زرعی اور مالیاتی پالیسی اور صنعتوں کی استعداد کار سے مکمل استفادے سے پیداوار میں اضافہ ہوا خصوصاً کیمیائی کھادوں، سیمنٹ اور گھی انڈسٹری کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ اقتصادی سروے کے مطابق بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کی صنعتوں کی شرح نمو مالی سال ۷۳۔۱۹۷۲ء میں ۱۱.۹ فیصد، مالی سال ۷۴۔۱۹۷۳ء میں ۷.۵ فیصد جبکہ مالی سال ۷۵۔۱۹۷۴ء میں کم ہوکر تقریباً ۳ فیصد ہوگئی(۹)۔قومیانے کی پالیسی سے صنعتوں کی کارکردگی بھی متاثر ہوئی۔۷۳۔۱۹۷۲ء کے دو مالی سالوں میں صنعتوں کو قومیانے کی وجہ سے صنعتی یونٹوں کی استعداد کار سے بھرپور استفادہ کیا گیا جس سے پیداوار میں اضافہ ہوا اور شرح نمو بہتر رہی۔تاہم باقی ماندہ سالوں میں صنعتوں میں سیاسی بنیادوں پر غیر ضروری عملہ رکھا گیا، جن میں زیادہ تر عملہ پست کارکردگی کا حامل اور نا اہل تھا۔نیز شعبہ صنعت بدعنوانی کا بھی شکار رہا۔اس سے صنعتی ترقی اور پیداوار میں کمی آئی اور معاشی ترقی متاثر ہوئی۔

یہ درست ہے کہ صدر ایوب خان کی مالیاتی پالیسیوں کی وجہ سے ارتکاز دولت کو تقویت ملی اور دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہوکر رہ گئی۔تاہم وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو کی دولت کی منصفانہ تقسیم کے لیے اداروں کو قومی تحویل میں لینے کی پالیسی سے اداروں کی کارکردگی متاثر ہوئی اور بدعنوانی میں اضافہ ہوا جو کہ معیشت کے لیے زیادہ نقصان دہ ثابت ہوئی۔صنعتوں کو قومی تحویل میں لینے کا مقصد ارتکاز دولت کا خاتمہ تھا لیکن درحقیقت اس دور میں بھی وہی افراد قومی دولت پر قابض رہے جو کہ صدر ایوب خان کے دور میں تھے محض ترتیب میں تبدیلی آئی جیسا کہ مندرجہ ذیل جدول سے واضح ہوتا ہے۔

1. 1. Position of Major Industrial Families:

Impact of Nationalization

(Rs.million)

Family	Pre Nationalism		Post Nationalism	
	Position	Net Assets*	Net Assets	Position
Saigol	1	529.8	165.3	3
Habib	2	228.0	68.8	11
Dawood	3	210.8	767.5*	1
Crescent	4	201.7	201.7	2
Adamjee	5	201.3	146.3	5
Colony(N)	6	189.7	95.8	6
Valika	7	183.5	62.2	12

Hoti	8	184.6	148.6	4
Family	Pre Nationalism		Post Nationalism	
	Position	Net Assets*	Net Assets	Position
Amins	9	137.9	137.9	-
Wazir Ali	10	102.6	87.6	-
Fancy	11	102.4	-	-
Beco	12	101.4	-	-
Hussain	13	81.7	81.7	9
Colony(F)	14	89.9	19.8	-
Ghandara	15	79.9	25.8	-
Hyesons	16	79.4	83.5+	8
Zafar-ul-Ahsan	17	77.2	22.1	-
Bawany	18	69.3	69.3	10
Premier	19	56.1	56.1	13
Nishat	20	54.3	54.3	14
Gul Ahmed	21	52.3	52.3	15
Arag	22	50.1	50.1	16
Rahimtoola	23	49.9	49.9	17
Noon	24	48.8	48.8	18
Shahnawaz	25	46.0	46.0	19
Monnoo	26	45.0	45.0	20

(Source: Rashid Amjad, Industrial Concentration and Economics Power, Pakistan Economic and Social Review, Vol. XIV, No.1-4 (1976), p.254 from Political Economy of Pakistan, p.78)

مندرجہ بالا جدول کے مطابق پہلی پوزیشن پر سہگل کی جگہ داؤد، دوسری پر حبیب کی جگہ کریسنٹ اور تیسری پر داؤد کی جگہ سہگل نے لے لی، محض خاندانوں کی پوزیشن کی تبدیلی تھی۔ان چند خاندانوں میں دولت کے ارتکاز کی اہم وجہ بینکوں کے زیادہ تر اثاثوں کا ان خاندانوں تک محدود ہونا تھا۔

وزیراعظم ذوالفقارعلی بھٹو کے دور میں مالیاتی پالیسیوں کی بنیاد اشتراکی نظام فکر پر رکھی گئی۔اداروں کوقومی تحویل میں لینے کی وجہ سے صنعتی ترقی متاثر ہوئی اور صنعت کاروں کے لیے بے یقینی کے حالات پیدا ہوئے۔نیز دولت کی تقسیم میں عدم مساوات کم ہونے کے بجائے غیر منصفانہ تقسیم دولت میں اضافہ ہوا۔قومی تحویل میں لیے گئے اداروں کے لیے مندرجہ ذیل باتوں کو مدنظر رکھا جانا ضروری تھا۔

☆ قومی اہمیت اور عوام کی فلاح و بہبود کی حامل صنعتیں مثلاً بجلی کی پیداوار، اسٹیل ملز اور فوجی اسلحہ وگولہ بارود وغیرہ قومی تحویل میں ہی ہونی چاہیں لیکن صنعتی اور کاروباری سرگرمیوں میں بہتری کے لیے مختلف شعبوں میں نجی سرمایہ کاری کی بھی حوصلہ افزائی ضروری ہے۔کیونکہ محرک منافع کی وجہ سے نجی سرمایہ کار اشیاء پیدا کرنے کے نئے طریقے دریافت کرتے ہیں، جدید ٹیکنالوجی اپناتے ہیں، اشیاء کے معیار میں بہتری لاتے ہیں اور اشیاء کی فروخت کے لیے نئی منڈیاں تلاش کرتے

ہیں۔اس سے پیداوار اور روزگار کے مواقع میں اضافے کے ساتھ ساتھ معاشی سرگرمیوں میں بہتری آتی ہے۔

☆ اگر صنعتوں کی نجی ملکیت عوام کے مفاد کے خلاف تھی تو ان صنعتوں کی اصلاح کی کوشش کی جانی ضروری تھی۔اصلاح نہ ہونے کی صورت میں حکومت ان صنعتوں کو قومی تحویل میں لے سکتی تھی۔اس ضمن میں نجات اللہ صدیقی کا موقف ہے کہ اگر صنعتوں اور کاروباری اداروں کی مجموعی پالیسی معاشرے کے لیے نقصان دہ ہو تو ریاست احتساب اور تسعیر جیسی پابندیاں عائد کر کے اصلاح حال کی کوشش کرے۔لیکن اگر یہ پالیسی اجتماعی مصالح اور ضرر کا ازالہ نہ ہو تو یا تو کاروبار بند کرنے کا حکم دے یا اُسے قومی تحویل میں لے لے(۱۰)۔مزید لکھتے ہیں اسلامی ریاست کو اختیار ہے کہ وہ مفاد عامّہ کے پیش نظر کاروباری ادارہ یا صنعت کو افراد کی ملکیت سے نکال کر قومی تحویل میں لے لے تو ان کی ملکیت کا پورا معاوضہ دے(۱۱)۔اس کی ایک مثال حضرت عمر فاروق کے طرز عمل سے ملتی ہے جو انھوں نے زمینوں کو عوام کے مفاد کے پیش نظر رکھنے کے لیے اپنایا۔جنگ قادسیہ میں قبیلہ بجیلہ کی تعداد تمام فوج کا چوتھائی تھی چنانچہ حضرت عمرؓ نے سواد (عراق) کا چوتھائی حصّہ انہیں دیا۔دو یا تین سال وہ اس پر قابض رہے۔آبادی میں اضافہ کی وجہ سے وہ علاقہ واپس لے لیا گیا۔بعض سے بلا معاوضہ اور بعض سے معاوضہ کے ساتھ زمینیں حاصل کیں (۱۲)۔

☆ قومی تحویل میں لیے گئے اداروں پر نگرانی رکھی جاتی۔ان اداروں میں سیاسی بنیادوں پر تقرریوں کی بجائے اہلیت کی بنیاد پر تقرریاں کی جاتیں تاکہ صنعتی کارکردگی میں بہتری آتی۔متعلقہ شعبہ میں ماہر اور دیانت دار افراد کا تقرر ہو جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے اس فرمان میں عہدے کے طلب کرنے پر مطلوبہ اوصاف کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

ترجمہ: مجھے اس ملک کے خزانوں پر مامور کر دیجیے کیونکہ میں حفاظت کرنے والا اور علم رکھنے والا ہوں (۱۳)۔

☆ پیداوار میں اضافہ اور معیار میں بہتری کے لیے جدت واختراع کو اپنایا جاتا۔اشیاء پیدا کرنے کے جدید طریقے اپنائے جاتے اور اشیاء کی فروخت کے لیے نئی منڈیاں تلاش کی جاتیں۔

نج کاری کی پالیسی

وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں قومی ملکیت میں لیے گئے ادارے ناکارہ ہو گئے تھے۔ان کی وصولیوں کی مد سے بنیادی مصارف بھی پورے نہیں ہو سکتے تھے۔ان اداروں میں بدعنوانی عروج پر تھی اور مسلسل نقصان میں جا رہے تھے۔ان کے نقصانات کی وجہ سے بجٹ کے خسارے میں مزید اضافہ ہوا۔ان بنیادی وجوہات کی بنیاد پر اَسّی (۸۰) کی دہائی میں مالیاتی پالیسی میں تبدیلیاں لائی گئیں۔سرکاری ملکیت میں لیے گئے اداروں کو نجی ملکیت کو منتقل کرنے کی پالیسی وضع کی گئی تاکہ سرکاری شعبہ کے کردار کو کم کر کے نجی شعبہ کے کردار میں اضافہ کیا جا سکے۔نوے کی دہائی میں نج کاری کے عمل میں تیزی آئی اور ۲۰۱۳ء تک کل ۱۶۷/ادارے نجی شعبے کے حوالے کیے جا چکے ہیں۔ذیل میں نج کاری کے مقاصد،طریقہ کار اور پالیسی کا جائزہ لیا گیا ہے۔

نج کاری کے مقاصد

☆ نج کاری کے نتیجے میں فروخت کیے جانے والے اداروں کی استعداد کار اور کارکردگی میں اضافہ۔ نیز مقابلہ کی فضاء پیدا کرنا۔

☆ نج کاری کے نتیجے میں حکومت پر مالی بوجھ میں کمی لانا جو حکومت کو ان اداروں کی مالی اعانت اور خساروں پر خرچ کرنا پڑتی ہے۔ ان مالی وسائل کو بہتر استعمال میں تفویض کرنا جیسا کہ سماجی فلاح و بہبود اور تحتی ڈھانچے کی فراہمی پر رقوم خرچ کی جاسکیں گی۔

☆ نج کاری کے نتیجے میں اسٹاک مارکیٹ میں نئی فرموں کو درج کرنے اور اور شیئر ہولڈرز کی تعداد میں اضافہ کرکے سرمائے کی منڈی میں وسعت لانا۔(۱۴)

نج کاری کے مقاصد کے حصول کے لیے صارفین کے مفادات کا تحفظ کیا جائے گا تاکہ آجرین صارفین کا استحصال نہ کرسکیں۔ معاشی طاقت کو چند ہاتھوں میں مرتکز نہیں ہونے دیا جائے گا اور نج کاری کے بعد فرموں اور اداروں کی افرادی قوت کے روزگار کی فراہمی کا انتظام کیا جائے گا۔(۱۵)

نج کاری کا طریقہ کار

اے آر کمال سرکاری اداروں کی نج کاری کے مندرجہ ذیل طریقوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

☆ سرکاری اداروں کو نجی شعبہ کو فروخت کرنے کے لیے بولیاں (Bids) طلب کی جاسکتی ہیں، وہ صنعتی ادارے جن کی نجکاری کرنا ہو انہیں کارکنوں کو فروخت کیا جاسکتا ہے یا انہیں ادارے کے عملے اور ملازمین کو فروخت کیا جاسکتا ہے۔ نجکاری مضاربہ کمپنیاں قائم کرکے بھی کی جاسکتی ہے۔ یہ کمپنیاں ان اداروں کے حصص کو خریدنے کی خاطر سرمایہ اکٹھا کریں گی اس سلسلہ میں حصص کی قیمت حکومت طے کرے گی۔

☆ نجکاری اداروں کے حصص کو اسٹاک ایکس چینج میں بھی فروخت کیا جاسکتا ہے۔(۱۶)

مختلف ادوار میں نج کاری کی پالیسی کا جائزہ

صدر ضیاء الحق کے دور میں نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی اور سرکاری شعبہ پر بوجھ کو کم کرنے کے لیے ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی اختیار کی گئی۔ وقار امجد اور رشید امجد اس دور کی صنعتی پالیسی کے مقاصد میں سے ایک اہم مقصد پبلک سیکٹر کے پراجیکٹ کو ڈی نیشنلائز کرنا اور معاشی کنٹرول کو کم سے کم کرنا بیان کرتے ہیں(۱۷)۔ ستمبر ۱۹۷۷ء میں زراعت پر مبنی بہت سی صنعتیں (مثلاً دھاگہ بنانے والی، چاول چھڑنے اور گندم وغیرہ کی) جو کہ سرخ فیتے اور تنزلی کا شکار تھیں، انہیں نجی شعبے کے حوالے کیا گیا۔ کچھ چھوٹے انجینئرنگ کے اداروں کی بھی نجکاری کی گئی۔ پنجاب صنعتی ترقیاتی بورڈ کے چند پراجیکٹ نجی شعبے کے حوالے کیے گئے۔ دسمبر ۱۹۷۷ء میں حکومت نے یہ فارمولہ طے کیا کہ نجی شعبے کی عدم دلچسپی کی حامل صنعتوں اور جنہیں نجی شعبے کے حوالے کرنا عوام کی فلاح و بہبود کے منافی ہوگا، صرف ان ہی صنعتوں کو پبلک سیکٹر میں رکھا جائے گا۔ اس فارمولے

کے نتیجہ میں اہم صنعتیں مثلاً بھاری اور بنیادی کیمیکلز اور سیمنٹ وغیرہ میں بھی نجی سرمایہ کار سرمایہ کاری کر سکتے تھے۔(۱۸)

نوے کی دہائی میں نج کاری کی پالیسی کے تحت ریاست کے ملکیتی ادارے (SOEs) کی نجکاری کرنے کی خاطر ایک کمیشن قائم کیا گیا۔ جس نے ۱۵۵ رصنعتی اداروں کو ۳ مرحلوں میں فروخت کرنے کا پروگرام بنایا(۱۹)۔ جن صنعتی اداروں کی نج کاری کی گئی تھی ذیل میں ان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔

1.2. Privatization of SOE'S

	1991-92 1993-94	1994-95 1995-96	1996-97	1997-98	Total
Automobiles	7	-	-	-	7
Cement	9	2	-	-	11
Chemicals	7	5	-	-	12
Fertilizer	1	-	-	-	1
Engineering	5	2	-	-	7
Ghee	16	-	-	-	16
Rice	7	1	-	1	8
Roti Plants	12	-	-	1	13
Banks	2	-	2	1	5
Power	-	1	-	-	1
Hotels,Restaurants	-	-	-	8	8
Miscellaneous	4	2	-	-	11
Total	70	13	2	11	96

(Pakistan Economic Survey 1997-98, p.36-37)

مندرجہ بالا جدول کے مطابق مالی سال ۹۲۔۱۹۹۱ء میں شروع ہونے والی نج کاری کی پالیسی سے ۹۸۔۱۹۹۷ء تک کل ۹۶ رادارے نجی تحویل میں دیے گئے۔ جن میں گھی کے ۱۶، روٹی پلانٹ کے ۱۳، کیمیکل کے ۱۲، سیمنٹ کے ۱۱، ہوٹل ۸ اور چاولوں کے ۸ یونٹوں کی نج کاری کی گئی۔ اقتصادی سروے کے مطابق پی آئی اے کے ۱۰ رفیصد حصص بھی فروخت کیے گئے۔ (۲۰)

۱۹۹۸ء میں ایشین ڈویلپمنٹ بینک کی رپورٹ کے مطابق نجی ملکیت میں دیے گئے اداروں میں سے ۲۲ فیصد نے اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا، ۴۴ فیصد کی کارکردگی میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور ۳۴ فیصد کی کارکردگی مایوس کُن رہی۔ (۲۱)

صدر پرویز مشرف کے دور کی ایک اہم پالیسی نج کاری کی پالیسی تھی۔ ورلڈ بینک کے قرضوں کی شرائط میں سے ایک شرط نج کاری کے عمل کو فروغ دینا تھا۔ تاہم اس پالیسی سے ملک کی معیشت کو نقصان پہنچا۔ اسی (۸۰) کی دہائی میں SOEs کی نج کاری حکومت کی مالیاتی پالیسی کا اہم آلہ کار بن چکی تھی۔ نوے کی دہائی میں بھی نج کاری کا عمل تیز رہا۔ ۲۰۰۰ء میں حکومت نے اہم ادارے جن میں بینک، کیپٹل مارکیٹ ٹرانزیکشن، توانائی، ٹیلی کام، آٹو موبائل، سیمنٹ، کیمیکل، کھاد، انجینئرنگ، گھی کے کارخانے، چاول اور روٹی کے پلانٹ، ٹیکسٹائل، اخبارات اور سیر و سیاحت کے یونٹ کی

نج کاری کی جو کہ مندرجہ ذیل جدول سے واضح ہوتی ہے۔

1.3. Number of Privatized Transactions

(Rupees in Millions)

Sector	1991 - Jun 06		Jul 06 - Jun 07		July 07- Nov 08		Cumul-ativeNo	Total Amount
	No.	Amount	No.	Amount	No.	Amount		
Banking	7	41,023	-	-	-	-	7	41,023
Capital Market Transaction	18	32,190	3	83,614	1	17,320	22	133,124
Energy	14	51,756	-	-	-	-	14	51,756
Telecom	4	187,360	-	-	-	-	4	187,360
Automobile	7	1,102	-	-	-	-	7	1,102
Cement	16	11,862	1	4,316	-	-	17	16,178
Chemical/Fertilizer	20	24,353	2	16,229	1	1,340	23	41,922
Engineering	7	183	-	-	-	-	7	183
Ghee Mills	24	843	-	-	-	-	24	843
Rice/Roti Plants	23	324	-	-	-	-	23	324
Textile	3	215	1	156	-	-	4	371
Newspapers	5	271	-	-	-	-(a)	5	271
Tourism	4	1,805	-	-	-	-	4	1,805
Others	6	159	-	-	-	-	6	159
Total	158	353,446	7	-	-	-	167	476,421

(Pakistan EconomicSurvey 2008-09, p.49-50)

مندرجہ بالا جدول کے مطابق صدر پرویز مشرف کے دور میں حکومت پاکستان نے جنوری ۱۹۹۱ء سے دسمبر ۲۰۰۸ء تک تقریباً ۱۶۷/ اداروں کی ۴۲۱ء۶ ۴۷ بلین روپے کی نج کاری کی۔ اس دور کی نج کاری پالیسی سے پاکستانی صنعت کو نقصان پہنچا۔ صنعتی یونٹ کو بہت کم قیمت پر فروخت کیا گیا مثلاً دسمبر ۲۰۰۴ء میں حبیب بینک لمیٹڈ کے ۵۱ فیصد حصص آغا خان فنڈ فار اکنامک ڈویلپمنٹ (Agha Khan (Fund for Economic Development کو محض ۲۲ بلین روپے میں فروخت کیے گئے حالانکہ کل اثاثے ۷۰ ۵ بلین روپے سے بھی زائد کی مالیت رکھتے تھے۔ اسی طرح یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ صرف ۱۳/ بلین روپے میں بیچ دیا گیا۔ پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن لمیٹڈ کے ۲۶ فیصد حصص کی نج کاری کی گئی۔ ان کی حقیقی قیمت ۵۹ء۲ بلین ڈالر تھی محض ۷۰ ۲ ملین ڈالر کے فروخت کیے گئے۔ اس ادارے کی نج کاری کے وقت اعلان کیا گیا تھا کہ اس کے ۷۰,۰۰۰ کارکنوں کو روزگار سے بے دخل نہیں کیا جائے گا۔ تاہم ۲۰۰۷ء تک ۳۰,۰۰۰ کارکنوں کو روزگار سے ہاتھ دھونے پڑے۔ کراچی الیکٹرک سپلائی کارپوریشن صرف ۱۶/ بلین روپے کی فروخت کی گئی۔ کیمیائی کھادوں کے کارخانے بھی نجی ملکیت میں دے دیئے گئے جیسا کہ ۲۰۰۲ء میں میرپور میتھلو میں قائم پاک سعودی کیمیائی کھاد کی کمپنی (Pak Saudi Fertilizer) فوجی (ملٹری) فاؤنڈیشن کو ۸ بلین روپے میں بیچ دی گئی، فروخت کے وقت اس کا سالانہ منافع ۴ بلین روپے تھا۔ ۲۰۰۶ء میں ملتان میں قائم پاک عرب کیمیائی کھاد کی کمپنی (Pak Arab Fertilizer) عارف حبیب گروپ کو صرف ۱۳/ بلین روپے میں بیچ دی گئی حالانکہ

اس کی زمین ہی کی قیمت ۴۰ بلین روپے تھی۔ ۱۵ر جولائی ۲۰۰۶ء میں پاک امریکن کیمیائی کھاد کی کمپنی (Pak American Fertilizer) صرف ۱۶ر بلین روپے میں فروخت کی گئی۔ ان کی نج کاری سے کیمیائی کھاد کی قیمتیں تین گنا زیادہ (۱۳۰۰ر سے ۳۷۰۰ روپے) ہوگئیں۔ کاشتکاروں کے مالی مسائل میں اضافہ ہوا۔ پاکستان اسٹیل مل کی بھی نج کاری کی کوشش کی گئی لیکن خوش قسمتی سے سپریم کورٹ نے اس کو بچالیا(۲۲)۔ مجموعی طور پر نج کاری کی پالیسی سے پاکستان کی معیشت کو نقصان پہنچا۔

صدر پرویز مشرف کے دور میں نج کاری کا عمل تیز رہا اور بہت سے اداروں کی نج کاری کی گئی۔ یہ عمل جمہوری دور میں بھی جاری رہا۔ پورے جنوبی ایشیاء، سنٹرل ایشیاء اور مشرق وسطی کی نسبت پاکستان میں نج کاری کا پروگرام کامیاب رہا۔ ۹ بلین امریکی ڈالر کے عوض تقریباً ۱۶۷ر اداروں کی نج کاری کے سودے کیے گئے۔ وزیراعظم یوسف رضا گیلانی کی دور میں نج کاری کا عمل سست روی کا شکار رہا۔ اس کی اہم وجوہات میں سے مالی سال ۲۰۰۸ء کا عالمی بحران اور ملکی امن وامان کی صورتحال تھی جس کی وجہ سے سرمایہ کاروں کی سرمایہ کاری میں عدم دلچسپی رہی(۲۳)۔ پرائیوٹائزیشن کمیشن کی رپورٹ کے مطابق ۱۹۹۱ء سے ۲۰۱۳ء تک کل ۱۶۷ر یونٹ کی ۲ء۴۷۶,۴۲۱ بلین روپے کی نج کاری کی جاچکی ہے۔(۲۴)

پاکستان میں نج کاری کی پالیسی قرضے دینے والے اداروں کی شرائط کے تحت شروع کی گئی۔ اگرچہ ترقی یافتہ ممالک میں نج کاری کی پالیسی معاشی ترقی کے لیے کامیاب عمل ہے تاہم اس کی کامیابی کی ایک وجہ کرپشن کی کمی ہے نیز باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت نج کاری سے بے روزگار ہونے والے ملازمین کو روزگار کی فراہمی اور شعبہ صنعت میں جدت واختراع کی وجہ سے صنعتی اداروں میں معاشی نمو کا عمل جاری رہتا ہے۔ تاہم، پاکستان میں مخصوص خاندانوں کو ہی نج کاری کی پالیسی سے فائدہ ہوا جس سے ارتکاز دولت کو تقویت ملی۔ جن اداروں کی نج کاری کی گئی انھوں نے کارٹل جیسے مضبوط گروپ بنائے جس سے نج کاری کے بعد اشیاء کی قیمتوں میں اضافے کا مسئلہ پیدا ہوا۔ اداروں کی نج کاری کے بعد ملازمین کو بے روزگاری کا مسئلہ بھی درپیش ہوا۔ نیز نج کاری سے حاصل ہونے والی رقومات سے قرضوں کا بوجھ بھی کم نہیں ہوا اگرچہ نوے کی دہائی میں کچھ فنڈز سوشل ایکشن پروگرام کے لیے مختص کیے گئے۔ تاہم، مجموعی طور پر فلاح عامہ کے لیے بہت کم رقم خرچ کی گئی۔

تجاویز

☆ صنعتی اداروں کی تنزلی کے اسباب کا جائزہ لے کر ان کی ترقی کے لیے پالیسی مرتب کی جانی ضروری ہے تاکہ ان کے منافع سے پوری قوم کو فائدہ ہوسکے۔

☆ خسارے میں جانے والے صنعتی اداروں کو فروخت کیا جانا ضروری ہو تو ان کو اونے پونے داموں فروخت کرنے کی بجائے منافع پر فروخت کیا جائے۔ تاہم، قومی اہمیت کی حامل صنعتیں قومی تحویل میں ہی ہونی چاہئیں۔

☆ نجکاری کی وجہ سے پیدا ہونے والی اجارہ داریوں کی حوصلہ شکنی ضروری ہے۔ اسلام ایسی پالیسی کی اجازت نہیں دیتا جس کے نتیجے میں ایک مخصوص طبقہ عوامی استحصال کے لیے معاشی وسائل پر قابض ہوجائے۔ اس بارے میں سید مودودی لکھتے

ہیں کہ اسلام بے جا نوعیت کی اجارہ داریوں کے خلاف ہے۔کیونکہ وہ وسائل معاش سے تمام لوگوں کے استفادے میں مانع ہوتی ہیں۔اسلام اس کو جائز نہیں رکھتا کہ کسب معیشت کے کچھ مواقع اور ذرائع خاص اشخاص یا خاندانوں یا طبقوں کے لیے مخصوص کر دیئے جائیں اور دوسرے اگر اس میدان میں آنا چاہیں تو ان کے راستے میں رکاوٹ ڈال دی جائے۔(۲۵)

☆ جن اداروں کی نج کاری کی گئی ہے ان پر نگرانی رکھی جائے کیونکہ یہ ادارے زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے پیداواری اداروں کو استعداد سے کم استعمال میں لاتے ہیں جس سے صنعتی وسائل سے مکمل استفادہ نہیں کیا جاتا۔صنعتی اداروں کا استعداد سے کم استعمال کرنے کا مقصد پیداوار کو کم رکھنا ہے تاکہ مارکیٹ میں اشیاء کی رسد زیادہ ہونے کی وجہ سے قیمتیں ارزاں نہ ہوسکیں۔صنعت کاروں کا یہ عمل پیدواری وسائل کو ضائع کرنے کے مترادف ہے جبکہ حدیث نبویﷺ سے بھی مال کو ضائع کرنے کی ممانعت ثابت ہوتی ہے۔آپؐ نے قیل وقال، کثرت سوال، مال کے ضائع کرنے، بیٹی کو زندہ درگور کرنے اور والدین کی نافرمانی سے منع فرمایا ہے(۲۶)۔صنعتی یونٹوں کو استعداد کے مطابق استعمال میں لانے سے پیداوار میں اضافہ ممکن ہے جس سے افراد کو اشیاء بھی معیاری قیمتوں پر دستیاب ہوسکتی ہیں۔

☆ نج کاری کی جانے والی صنعتوں کی اشیاء کی قیمتوں پر نگرانی رکھی جانی ضروری ہے۔نجی ملکیت میں دیئے گئے اداروں کے آجرین نے پیداوار کی زیادہ قیمت وصول کی جس کی ایک مثال سیمنٹ کا کارخانہ ہے۔اس کارخانے کی نج کاری کے بعد سیمنٹ کی قیمتوں میں نمایاں اضافہ ہوا۔جس منافع سے پوری قوم مستفید ہوسکتی تھی اس سے محض ایک سرمایہ کار کے بینک اکاؤنٹ کے اثاثوں میں اضافہ سے ارتکاز دولت کو تقویت ملی۔

☆ نج کاری کی پالیسی سے بہت سے افراد کو بے روزگاری کا سامنا کرنا پڑا۔اگر چہ حکومت نے نج کاری کے وقت یہ شرط عائد کی تھی کہ افراد کو ایک سال کے لیے ملازمتوں سے بے دخل نہیں کیا جائے گا نیز گولڈن ہینڈ شیک کی اسکیم کا بھی اجراء کیا گیا،لیکن نج کاری کی پالیسی سے بہت سے افراد کو ملازمتوں سے محروم ہونا پڑا۔بے روزگار افراد کو متبادل روزگار فراہم کرنے کی پالیسی مرتب کی جانی ضروری ہے۔

☆ نوے کی دہائی میں نج کاری کی پالیسی کے تحت ۱۹۷۴ء میں قومی تحویل میں لیے گئے بینکوں کو نجی ملکیت میں دینے کا فیصلہ کیا گیا جیسا کہ مسلم کمرشل بینک اور الائیڈ بینک کی نج کاری کی گئی۔نیز نجی شعبے کو نئے بینک کھولنے کی بھی اجازت دی گئی۔حالانکہ صدر ایوب خان کی معاشی پالیسی کی وجہ سے بینک اثاثے ۲۲ خاندانوں میں مرتکز ہوکر رہ گئے تھے جس کی وجہ سے وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے دور میں بینکوں کو قومی تحویل میں لیا گیا۔صدر ضیاء الحق کے دور میں نجی شعبے کو بینکاری سیکٹر میں سرمایہ کاری کرنے کی اجازت نہیں تھی کیونکہ بینک زیادہ سرمایہ جمع کرنے کے لیے کاروباری طبقے سے تعلقات مضبوط بناتے ہیں اور ان کو قرضوں کے اجرا اور معافی کی زیادہ سہولیات فراہم کرتے ہیں جس سے ارتکاز دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔صدر ضیاء الحق کے دور حکومت کے بعد چند بینکوں کی نج کاری کی

گئی۔اگر قومی مفاد کے پیش نظر بینک نجی تحویل میں دیے بھی جائیں تو ارتکاز دولت کا باعث بننے والے عناصر پر نگرانی رکھنی ضروری ہے تا کہ تقسیم دولت میں ناہمواریاں جنم نہ لے سکیں۔

☆ نج کاری کی پالیسی سے حاصل کردہ رقومات سے نہ تو غربت میں کمی آئی اور نہ ہی بیرونی قرضوں کا بوجھ ہلکا کیا گیا۔ اس وقت پاکستان میں ۵۸٫۷ فیصد افراد غربت کی لکیر سے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں (۲۷)۔ پاکستان میں نج کاری کی پالیسی سے قرضوں کا بوجھ ہلکا ہونے کے بجائے اس میں مسلسل اضافہ ہوا جیسا کہ مالی سال ۲۰۱۴ء (مارچ تک) میں پاکستان کے کل قرضے اور واجبات ۱۵,۵۳۴ ر بلین روپے ہو چکے تھے جو کہ جی ڈی پی کے ۶۱٫۲ فیصد تھے۔داخلی قرضے ۸۲۳,۱۰ ر بلین روپے جو کہ جی ڈی پی کا ۴۲٫۶ فیصد تھے جبکہ غیر ملکی قرضے ۴٫۱۷ بلین روپے جو کہ جی ڈی پی کا ۱۸٫۵ ر فیصد تھے (۲۸)۔نجکاری سے حاصل ہونے والی رقومات کو ملکی مفاد اور فلاح عامہ پر خرچ کیا جائے۔

☆ نج کاری سے حاصل ہونے والی رقوم بھی بدعنوانی کا شکار رہیں نج کاری سے حاصل ہونے والا سرمایہ سرکاری ملکیت تھا۔اسلامی تعلیمات کی رُو سے قرآن حکیم میں بددیانتی کی ممانعت کا حکم آیا ہے۔ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ اور رسول ﷺ کے حقوق میں خیانت مت کرو اور اپنی امانتوں میں خیانت مت کرو اور تم جانتے ہو (۲۹)۔مزید فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (۳۰)۔حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کی طرف روانہ کیا تو خیانت سے بھی بچنے کا حکم دیا (۳۱) حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی رُو سے جو شخص رعیت کے مال میں خیانت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کو حرام کر دیتا ہے (۳۲)۔اگر خلفائے راشدین کے دور پر نظر ڈالی جائے تو حضرت عمرؓ جب کسی علاقے کے لیے والی مقرر کرتے تو اُس کے اموال کی فہرست بنوا لیتے (۳۳)۔اگر کسی کے والی کے بارے میں شکایت وصول ہوتی تو فوراً اُس کا احتساب کیا جاتا۔حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور خلافت میں احتساب کا آغاز اپنی ذات اپنے خاندان سے شروع کیا اور عزیز و اقارب سے وصول کی گئی جائیداد کو سرکاری خزانے میں جمع کروایا یا اصل مالکان کو لوٹا دیا (۳۴)۔جبکہ پاکستان میں معاملہ اس کے برعکس ہے ہم آسانی سے قوم کے غداروں کو معاف کر کے کرپشن کو رواج دینے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ان کا احتساب ضروری ہے۔ان سے ملکی مالی وسائل واپس لے کر سرکاری خزانے میں جمع کروائے جائیں تا کہ ان وسائل کو فلاح عامہ کے لیے خرچ کیا جا سکے۔

مراجع وحواشی

(۱) نوے (۹۰) کی دہائی سے پاکستان میں آئی ایم ایف کے تعاون سے اسٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ پروگرام شروع کیا گیا ہے۔اس پروگرام کے مقاصد میں ٹیرف میں معقول تبدیلیاں، آزادانہ درآمدات، شرح تبادلہ کا میکانزم، سیلز ٹیکس کے نظام میں وسعت، حکومتی اخراجات کو مربوط بنانا/ شفاف بنانا، مالی اصلاحات، پانی، گیس اور بجلی کے بلوں کی تشکیل نو وغیرہ شامل ہیں۔

(۲) Ahmer, M. (2003), The World after September 11: Challenges and Opportunities. Karachi: University ofKarachi,p.237

(۳) Noman,O.(1988),The Political Economy ofPakistan 1947-85.London: KPILtd,p.41

(۴) Husain, I. (1999), Pakistan: The economy of an elitist state. Karachi: Oxford University Press, p.25

(۵) Ministry of Finance Government of Pakistan, Pakistan Economic Survey 1973-74. Islamabad, p.14

(۶) Pakistan EconomicSurvey 1973-74,p.14-15

(۷) Ahmed, V.& Amjad,R. (1986), The Management ofPakistan's Economy 1947-82.Karachi: Oxford UniversityPress,p.92

(۸) The Political Economy ofPakistan 1947-85,p.84

(۹) Pakistan Economic Survey1974-75,p.41

(۱۰) صدیقی، محمد نجات اللہ (۱۹۹۱ء)، اسلام کا نظریہ ملکیت، طبع ششم، ج۲، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ص۲۴۲ (۱۱) ایضاً، ص۲۴۰

(۱۲) قاسم بن سلام، ابوعبید (۱۹۸۱ء)، کتاب الأموال، قاہرہ: دار الفکر، ص۶۳ (۱۳) یوسف ۱۲: ۵۵

(۱۴) http://www.privatisation.gov.pk/Policy%20and%20Objectives/Objectives%20of%20 Privatisation.htm retrived 23 June 2014.

(۱۵) Ibid

(۱۶) Kemal ,Dr. A.R. (2000) "Privatization in Pakistan" in, "Privatization in South Asia- Minimizing NegativeSocial Effects through Restructuring" Edited by Gopal Joshi, p.147,New Delhi (India): InternationalLabor Organization (ILO), South Asia Multi-disciplinary Advisory Team(SAAT), http://www.oit.org/public//english/region/asro/bangkok/paper/privatize/chap5.pdf

(۱۷) The Management ofPakistan's Economy1947-82,p.100 (۱۸) Ibid

(۱۹) PakistanEconomic Survey1990-91,p.xxiv (۲۰) Ibid,1993-94,p.27

(۲۱) www.pakistantoday.com.pk/2014/02/15/comment/pakistans-privatization-evangelists/retrived 23 June 2014

(۲۲) http://coruptionmonitor.com/articlepakistanprivatization.html retrieved 15 June 2012

(۲۳) Pakistan Economic Survey 2011-12,p.47

(۲۴) http://www.pakistantoday.com.pk/2014/02/15/comment/pakistans-privatization-evangelists/ retrived 23June 2014

(۲۵) مودودی، ابوالاعلیٰ، سید (۱۹۹۲ء)، معاشیات اسلام، طبع ۱۴، لاہور: اسلامک پبلیکیشنز، ص ۵۱

(۲۶) بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ (م ۲۵۶ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب ما یکرہ من قیل وقال، ۶۴۷۳

(۲۷) http://tribune.com.pk/story/675805/sdpi-report-58-7m-pakistanis-living-below-poverty-line/ retrived 23June 2014

(۲۸) Pakistan Economic Surve 2013-14,p.132 (۲۹) الانفال ۸: ۲۷ (۳۰) الانفال ۸: ۵۸

(۳۱) ترمذی، محمد بن عیسیٰ، أبوعیسیٰ (م ۲۷۹ھ)، الجامع، أبواب الاحکام، باب ماجاء فی ھدایا الامراء، ۱۳۳۵

(۳۲) مسلم، مسلم بن الحجاج، أبوالحسین (م ۲۶۱ھ)، الجامع الصحیح، کتاب الأیمان، باب استحقاق الوالي الغاش لرعیة والنار، ۳۶۳

(۳۳) ابن سعد، محمد بن سعد الزھری (۱۹۵۷ء)، الطبقات الکبری المعروف طبقات ابن سعد، ج۳، بیروت دار بیروت، ص ۲۸۲

(۳۴) ایضاً، ۵/ ۳۴۲